اسلام کا نظامِ عدل

سیرتِ فاروقِ اعظمؓ کی روشنی میں

الحاج گوہر رحمٰن نقشبندی مجددی فریدی

انسانی معاشرہ کی کامیابی کے لیے از حد ضروری ہے کہ کوئی قاعدہ اور قانون موجود ہو۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے انسان کے لیے دنیا میں زندگی گزارنے کا ایک ضابطہ قرآن کریم کی شکل میں بھیج دیا، تاکہ انسان اس میں بیان کردہ احکامات کی روشنی میں اپنی متعین سانسیں فرحت وسکون کے ساتھ گزار کر اپنے وطن اصلی کی طرف طمانیت کے ساتھ لوٹ جائے۔ لیکن حضرت انسان نے خالق حقیقی اور مالک کائنات کے احکامات کو پس پشت ڈال کر انسان کے بنائے ہوئے قوانین پر چل کر اپنی جانوں اور مفادات دنیوی واخروی کو داؤ پر لگا دیا اور دن رات سرگرداں رہنے لگا۔ دن رات کورٹ کچہری کے چکر کاٹتے ہوئے پوری زندگی گزر جاتی ہے، لیکن انصاف کا حصول خواب بے تعبیر ثابت ہوتا ہے۔

تاریخ اسلام ایسے بے شمار واقعات سے پردہ اٹھاتی ہے، جہاں اسلامی نظام عدل اور مساوات کی زندہ مثالیں موجود ہیں۔ قارئین کرام کے سامنے صرف ایک واقعہ رکھتا ہوں، جس سے ہر مسلمان اسلامی نظام عدل کی خوبصورتی کا بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے:

خلیفۂ دوم سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کا دور خلافت ہے، نماز کا وقت ہے، مسجد نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام میں اہل ایمان جمع ہیں کہ اسی کچی زمین اور کھجوروں سے بنی چھت کے نیچے امیر المومنینؓ امور خلافت بھی نمٹاتے تھے، پارلیمانی فیصلے اور ملکی نظام کے علاوہ قیصر وکسریٰ کے پایۂ تخت کے بارے میں فیصلے بھی یہیں ہوا کرتے تھے۔ یہی مسجد، یہی خانقاہ، یہی پارلیمنٹ ہاؤس اور یہی پایۂ تخت۔ نہ پہرہ دار، نہ کمانڈوز، نہ ایلیٹ فورس اور نہ کوئی حساس آلہ یا پروٹوکول۔ ہر کوئی بے فکری اور دلجمعی کے ساتھ آتا جاتا ہے، کسی پرچی اور کسی سفارش کی ضرورت نہیں۔ مسجد نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام سے متصل نبی کریم محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کے چچا سیدنا حضرت عباسؓ کا مکان تھا، جس کا پرنالہ مسجد نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام میں گرتا تھا۔ جب پانی آتا تھا تو پرنالہ سے ہو کے نمازیوں پر گرتا تھا، جس سے نمازیوں پر چھینٹیں پڑتی تھیں اور ان کے کپڑے خراب ہو جاتے تھے۔ نمازیوں کی تکلیف کا احساس کرتے ہوئے ان کی سہولت کی خاطر امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروقؓ نے وہ پرنالہ اکھڑوا دیا۔ اس عمل کے دوران سیدنا عباسؓ موقع پر موجود نہیں تھے، جب سیدنا حضرت عباسؓ گھر تشریف لائے اور پرنالہ کی یہ

حالت دیکھی تو نہایت افسردہ ہوئے۔ مدینہ منورہ ہے اور چیف جسٹس سید الانصار حضرت ابی بن کعبؓ کی عدالت ہے۔ حضرت عباسؓ سیدھے چیف جسٹس کے پاس استغاثہ دائر کرنے جاتے ہیں، نہ کسی کورٹ فیس کی ضرورت ہے، نہ بلاضرورت کوئی طویل عمل ہے۔ استغاثہ بھی کسی عام آدمی کے خلاف نہیں، بلکہ خلیفۂ وقت کے خلاف ہے، جن سے شیطان بھی ڈرتا تھا۔ چیف جسٹس نے حاضری کا پروانہ اسی عمرؓ کے نام جاری کر دیا کہ عدالت میں حاضر ہو کر مستغیث کے الزام کی جواب دہی کریں۔ نہ حاکم وقت کا خوف، نہ اپنی نوکری کی پرواہ، جو حق ہے اور جو فرض منصبی ہے، بس اسے بجالانا ہے۔

سیدنا حضرت عمرؓ کے نام عدالت میں حاضر ہونے کا پیغام جاتا ہے، جو دنیا کا سب سے بڑا اور بہترین حکمران ہے، پروانہ میں تحریر ہے: ''سیدنا عباسؓ بن عبدالمطلب نے مقدمہ دائر کر کے انصاف چاہا ہے، اس لیے خلیفۂ وقت حاضر ہو کر مقدمے کی پیروی کریں''۔ آج کے عدالتی نظام میں ہم آئے روز دیکھتے ہیں کہ عدالتی احکامات کو صدر اور وزیر اعظم تو کُجا بابو حضرات بھی ماننے سے انکار کرتے ہیں اور اس پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ لیکن عرب وعجم کے سرخ وسفید کے مالک خلیفۂ وقت مقررہ وقت پر حاضر عدالت ہوتے ہیں، چیف جسٹس صاحب دیگر امور میں مصروف ہیں۔ خلیفۂ وقت عدالت کے باہر حاضر ہونے کی اجازت کا انتظار کرتے ہیں، کوئی وی آئی پی سلوک (VIP Treatment) نہیں مانگتے۔ کافی دیر گزر جانے کے بعد جب چیف جسٹس صاحب دیگر امور سے فارغ ہوتے ہیں تو خلیفۂ وقت کو عدالت میں آنے کی اجازت ملتی ہے۔ حضرت عمرؓ اپنی صفائی میں کچھ کہنا چاہتے ہیں، لیکن چیف جسٹس نے فوراً ٹوک دیا اور فرمایا کہ قانون کے مطابق پہلے کچھ کہنے کا حق مدعی کا ہے، پہلے سیدنا عباسؓ اپنا مقدمہ پیش کریں، آپ خاموش رہیں۔ خلیفۂ وقت چیف جسٹس کی بات کا برا نہیں مانتے، چپ ہو جاتے ہیں۔ مقدمہ کی باقاعدہ کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ حضرت عباسؓ نے اپنا موقف عدالت کے سامنے رکھتے ہوئے بیان دیا کہ جناب! میرے مکان کا پرنالہ شروع سے مسجد نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف تھا، آنحضرت ﷺ کے زمانۂ اطہر میں بھی یہیں تھا اور خلیفۂ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد خلافت میں بھی یہیں لگا تھا، لیکن اب امیر المومنین حضرت عمرؓ نے اس کو میری اجازت کے بغیر اکھڑوا دیا، جس سے میرا نقصان ہوا، مجھے شدید رنج پہنچا، اس لیے میرے ساتھ انصاف کیا جائے۔ چیف جسٹس نے مستغیث کے موقف کو سننے کے بعد فرمایا، آپ مطمئن رہیے! آپ کے ساتھ انصاف کیا جائے گا۔

اس کے بعد چیف جسٹس صاحب نے حضرت عمر فاروقؓ کو اپنی صفائی پیش کرنے کا موقع دیتے ہوئے آپ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا: آپ اپنی صفائی میں کیا کہنا چاہتے ہیں؟ حضرت عمرؓ نے اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ: ''میں مانتا ہوں کہ میں نے ہی پرنالہ اکھڑوایا ہے، لیکن بات دراصل یہ ہے کہ پرنالے سے پانی آتا اور نمازیوں پر گرتا ہے، جس کی چھینٹوں سے نمازیوں کے کپڑے خراب ہوتے تھے، اس لیے لوگوں کے آرام اور سکون کی خاطر میں نے پرنالہ اکھڑوادیا، اسی

وجہ سے میں سمجھتا ہوں کہ میں نے کوئی ناجائز کام نہیں کیا ہے۔ حضرت عمرؓ کا یہ موقف سن کر قاضی صاحب نے حضرت عباسؓ کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا: اب کیا کہنا چاہتے ہیں؟

حضرت عباسؓ نے اپنے استغاثہ کی تائید کرتے ہوئے فرمایا: واقعہ یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے خود میرے لیے اپنی مبارک چھڑی سے نشانات مقرر کیے، میں نے انہی نشانات پر اپنا مکان بنایا۔ جب مکان تعمیر ہوا تو یہ پرنالہ نبی کریم ﷺ نے اپنے حکم سے اس جگہ رکھوایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چچا جان! آپ میرے کندھوں پر کھڑے ہو جائیں اور پرنالہ لگائیں۔'' میں نے پہلے تو بہت انکار کیا، مگر حضور ﷺ کے اصرار پر کندھے پر چڑھ کر یہ پرنالہ لگایا۔ اب امیرالمومنین نے اسے کیوں اُکھڑوادیا؟ یہ سن کر چیف جسٹس صاحب نے فرمایا: ابوالفضل عباسؓ! کیا آپ اس واقعہ کے کوئی گواہ پیش کر سکتے ہو؟ حضرت عباسؓ نے فرمایا، ایک دو نہیں، بلکہ متعدد گواہ پیش کیے جا سکتے ہیں۔ یہ کہہ کر باہر نکلے اور چند انصاریوں کو تلاش کر کے لائے، جنہوں نے گواہی دی کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا کو اپنے کندھوں پر چڑھا کر پرنالہ نصب کیا تھا۔

گواہی کس کے خلاف دی جارہی ہے؟ دنیا کے عظیم حکمران کے خلاف، وہ حکمران جن کے نام سے ایران و فارس کے حکمرانوں پر لرزہ طاری ہو جاتا تھا، آپؓ آنکھیں نیچے کیے خاموش کھڑے ہیں، فوراً آگے بڑھتے ہیں اور سیدنا حضرت عباسؓ سے کہتے ہیں: آپ اللہ کے لیے میرا قصور معاف کردیں، مجھے ہر گز علم نہیں تھا کہ یہ پرنالہ حضرت نبی مجتبیٰ ﷺ نے لگوایا تھا، ورنہ میں کبھی بھول کر بھی یہ نہ اکھڑواتا، یہ سب لاعلمی کی وجہ سے ہوا، میں آپ سے معافی مانگتا ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ آپ اب میرے کندھوں پر کھڑے ہوکر یہ پرنالہ لگادیں۔ چیف جسٹس صاحب نے کہا: امیرالمومنین! آپ کو یہی کرنا چاہئے تھا۔

یہ تھا جواب اور معافی نامہ ایک عظیم المرتبت حکمران امیر المومنین سیدنا عمر فاروقؓ کی طرف سے۔ وہ جن کے نام سے کفار پر کپکپی طاری ہو جاتی تھی، جن کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: ''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا، تو وہ عمر (رضی اللہ عنہ) ہوتا'' آج دیوار کے نیچے کھڑے ہیں، حضرت سیدنا عباسؓ ان کے کندھے پر چڑھ کر پرنالہ لگا رہے ہیں۔

جب پرنالہ نصب ہو جاتا ہے تو حضرت عباسؓ فرماتے ہیں: امیرالمومنین! آپ کی انصاف پسندی کی بدولت مجھے میرا حق مل گیا ہے، اب میں اپنے مکان کو اللہ کی راہ میں وقف کرتا ہوں اور آپ کو اختیار دیتا ہوں کہ اس کو مسجد نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام میں شامل فرمالیں، تاکہ مسجد کو وسعت حاصل ہو اور جگہ کی تنگی کی وجہ سے نمازیوں کو ہونے والی تکلیف کا تدارک ہو سکے۔

کون ہے جو اس قسم کے نظامِ عدل کی اعلیٰ مثال تو دور کی بات، کوئی ادنیٰ مثال ہی پیش کرے؟ آج کے ترقی یافتہ دور میں بھی انصاف صرف لفظی رہ گیا ہے۔ اللہ کریم سے دعا ہے کہ ہمارے وطن عزیز میں انصاف قائم ہو کہ حاکم ملزم اور محکوم مستغیث دونوں کو صحیح معنوں میں انصاف ملے اور یہ خطۂ ارض نمونۂ جنت بن جائے۔